از فکر ملاہی اور ذکر مباہی کچھ اونکا سبق نہیں زبان اردو البتہ پسند خاطر
بھی گی گو اوسکی لطف سے بھی ہر شخص نہیں ماہر بھی اس لیے میر صاحب
والا مناقب عالی مناصب عظیم الشان خیر رسانی ملک رئیس میر حسن
رضوی صاحب مطلع حسینی کی کہ قدر دان سخن رتبہ شناس ہر فن
ہیں بندہ سے ارشاد کیا کہ اگر تو قصہ دلپذیر کو زبان اردو میں لکھی خالی
از لطف نہو گا اگرچہ یہ احقر محض بے بہرہ ہے اور دل ترددات دنیا سے
معمور ہے لیکن ارشاد میر صاحب کو بجا لانا ضروری ہے اس امر کو فخر و
سعادت سمجھا چند خرافات لقبیہ قلم لایا سخن فہمان والا
سے یہ امید ہے کہ سہو و خطا جو پاویں اور اس سخن کو علو
اصلاح سے مزین فرماویں ؛ واللہ ولی التوفیق آغاز
کہتے ہیں کہ ملک فارس میں ایک بادشاہ تھا جم جاہ بہرا

که وه مدت سی میری حسن کا مبتلا تھی مجھپر فریفتہ اور شیدا ہی
یہ مکان اور باغ فقط میری ہی واسطی بنا ہی بند ہی اسکی باعث
بنا ہی پہلی یہان ایک صحرای لق و دق تھا کہ جسکی خوف سی رستم
کا سینہ شق ہوتا خارستان تمام تھا نہ کہین گل و گلزار کا نام و نشان
تھا ایک چشمہ اوس جنگل مین روان تھا مین اپنی بہنونکی ساتھ
نہانی کو آتی تھی اور آپسمین دل بہلاتی تھی ایک روز دیو سفید نی
مجھکو دیکھ لیا ہزار جان سی عاشق ہو گیا آخرش اوسنی یہ باغ اور
مکان تیار کیا مین اپنی دستور کی موافق آٹھوین روز آتی ہون اور
بہنون کی ساتھ اس نہر مین نہاتی ہون دیو سفید بھی اوسوقت
یہان آکر دور کھڑا رہتا ہی مجھکو دیکھکر اپنا دل خوش کر لیتا ہی بہرام
نی یہ ماجرا سنکر ایک آہ سرد دل پر درد سی کھینچی اور ایسا زار

برحق کو زیبا ہی کہ جسکی واسطے لولاک لما خلقت
الافلاک آیا ہی اندنوں کہ آمد بہار ہی اور تر و تازہ
چمن اور گلزار ہی نور بخش دیدہ کو یعنی قصہ بہرام گور
جسکا ہر صفحہ رشک گلزار اور ہر سطر برنگ زلف
دلدار دلکش ہی بمطبع خرد افزا میں بارھویں ذی الحجہ کو
سنہ ۱۲۸۴ ہجری میں باہتمام منشی ریوارام اور
لالہ بال مکند کی شہر آگرہ محلہ حکیمان میں طبع ہوا

تمت تمام شد

بخط لی ربط عبد المجید قوم کایت سکسینہ ساکن
سکندرہ محلات شہر آگرہ میں کاتک بدی
پنچوس سمت ۱۹۲۴ روز جمعہ صورت اختتام یافت
مورخہ ۲۵ اکتوبر سنہ ۱۸۶۷ع